354

سلسلہ منبر اللجنۃ العلمیۃ

2026

خطبہ جمعۃ المبارک

التبیان
Islamic Center

بعنوان

تربیت اولاد کے رہنما اصول



08 مئی 2026ء

20 ذوالقعدہ 1447ھ

خطبہ رائٹر

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی حفظہ اللہ تعالیٰ

زیر اہتمام التبیان اسلامک سنٹر لاہور پاکستان

0308-6222418 0311-1701903

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہم اولاد کی تربیت کیسے کریں؟

تربیت اولاد کے راہنما اُصول

خطبہ جمعہ کے اہم عناصر

۞ بچوں کی پرورش کرنے کی فضیلت ۞ بچوں کی اخلاقی تربیت ۞ بچوں کی جنسی تربیت

۞ بچوں کی تربیت پراثرانداز ہونے والے منفی عوامل

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعدُ فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ :يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (التحريم :6)

’’اے ایمان والو!اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس عظیم ترین آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے‘‘۔

سامعین محترم !بچے مستقبل میں قوم کے معمار ہوتے ہیں، اگر اُنہیں صحیح تربیت دی جائے تو اس کا مطلب ہے ایک اچھے اور مضبوط معاشرے کے لیے ایک صحیح بنیاد ڈال دی گئی ہے۔بچوں کی اچھی تربیت سے ایک مثالی معاشرہ اور قوم وجود میں آتی ہے،اس لیے کہ ایک اچھا پودا ہی مستقبل میں تناور درخت بن سکتا ہے۔بچپن کی تربیت نقش کالحجر ہوتی ہے،بچپن میں ہی اگر بچہ کی صحیح دینی واخلاقی تربیت اور اصلاح کی جائے تو بلوغت کے بعد بھی وہ ان پر عمل پیرا رہے گا۔اس کے برخلاف اگر درست طریقہ سے ان کی تربیت نہ کی گئی تو بلوغت کے بعد ان سے بھلائی کی زیادہ توقع نہیں کی جاسکتی، نیز بلوغت کے بعد وہ جن برے اخلاق واعمال کا مرتکب ہوگا، اس کے ذمہ دار اور قصوروار والدین ہی ہوں گے، جنہوں نے ابتدا سے ہی ان کی صحیح رہنمائی نہیں کی۔

حضرات !ہمارے نوجوان قوم کا سرمایہ اور امت کا مستقبل ہے۔آج ہمارا یہی سرمایہ بے مایہ اپنے اور اغیار کے ہاتھوں ضائع ہورہا ہے۔ہمارے معاشرے میں ننھے پھول، کھلتی ہوئی کلیاں، کم سنی اور لڑکپن میں کتنے بچے ایسے ہیں جو معمولی معاوضہ پر نان پائی کی دکان پہ کام کرتے ،گلی کوچوں میں میں ٹافیاں فروخت

کرتے ،فٹ پاتھ پررات گزارتے ،بس اسٹینڈ، پبلک پلیس اورریلوے اسٹیشن پرکام کاج کرتے ہوئے نظرآتے ہیں۔

یادرکھیے!والدین کے پاس اولادقدرت کی ایک نعمت اورامانت ہے،جس کادل بالکل صاف شفاف اور ہرطرح کے بیرونی اثرات سے پاک ہوتاہے،وہ ہرطرح کی حرکات وسکنات اورعادات کواختیارکرنے کا پوراپورااہل ہوتاہے۔اگراسے خیروبھلائی کاعادی بنایاجائے اوربہترین تعلیم وتربیت سے ہمکنارکیاجائےتو وہ فرشتہ صفت ولی بن سکتاہےاوراگراسےنظراندازکیاجائےاورجانوروں کی طرح صرف جسمانی غذادینے پراکتفاکیاجائےتووہ بہیمانہ صفات کاحامل اورسماج کےلئے ناسوربن کرسامنےآتاہے۔اس گوہرِنایاب کی تعلیم وتربیت والدین کی اہم ترین ذمہ داری ہے،جس کےمتعلق کسی بھی کی کوتاہی پروالدین سے بازپرس ہوگی۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہماسے روایت ہےکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ فَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ

’’تم میں سے ہرشخص حاکم ہےاوراس کی رعایاکے بارے میں سوال ہوگا۔سولوگوں کاواقعی امیر ایک حاکم ہےاوراس سےاس کی رعایاکے بارےسوال کیاجائے گا۔اورہرآدمی اپنے گھروالوں پرحاکم ہےاوراس سےاس کی رعایاکے بارےسوال ہوگا‘‘۔

صحیح البخاری:2554،صحیح مسلم:1829

آدمی اپنے اہل وعیال کاذمہ دار ہےاوراس سے اس کے اہل وعیال کےمتعلق پوچھا جائے گا۔

ارشادربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (التحریم:6)

’’اے ایمان والو!اپنے آپ کواوراپنے اہل وعیال کواس عظیم ترین آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اورپتھرہوں گے‘‘۔

① بچوں کی پرورش کرنے کی فضیلت

بچوں کی تربیت کرنا اسلام کاحکم ہےاور جوشخص اپنے بچوں کی تربیت دین اسلام کے مطابق کرتاہے

تو ایسے شخص کی بہت زیادہ فضیلت ہے، ہم یہاں صرف چار احادیث پیش کرتے ہیں:

① سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ، وَضَمَّ أَصَابِعَهُ

''جس نے دو بچیوں کی کفالت کی حتی کہ وہ بالغ ہوگئیں وہ روز قیامت یوں آئے گا کہ میں اور وہ اس طرح ہوں گے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں باہم ملا دیں (یعنی ہم اس طرح اکھٹے ہوں گے)''۔

صحيح مسلم:2631

② سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كُنَّ لَهُ ثَلَاثُ بَنَات أَوْ ثَلَاثُ أَخَوات فَاتَّقَى اللَّهَ وَأَقَامَ عَلَيْهِنَّ كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا، وَأَوْمَأَ بِالسَّبَّاحَةِ وَالْوُسْطَى

''جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں، وہ اللہ سے ڈر کر ان کی دیکھ بھال کرتا رہا تو وہ میرے ساتھ جنت میں اس طرح ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا''۔

سلسلة الأحاديث الصحيحة:295

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جَاءَتْنِي مِسْكِينَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَيْنِ لَهَا، فَأَطْعَمْتُهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً، وَرَفَعَتْ إِلَى فِيهَا تَمْرَةً لِتَأْكُلَهَا، فَاسْتَطْعَمَتْهَا ابْنَتَاهَا، فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ، الَّتِي كَانَتْ تُرِيدُ أَنْ تَأْكُلَهَا بَيْنَهُمَا، فَأَعْجَبَنِي شَأْنُهَا، فَذَكَرْتُ الَّذِي صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ، أَوْ أَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ

''میرے پاس ایک غریب عورت آئی جو اپنی دو بچیوں کو اٹھائے ہوئے تھی۔ میں نے اسے تین کھجوریں کھانے کو دیں۔ اس نے اپنی بیٹیوں کو ایک ایک کھجور دے دی اور ایک کھجور کھانے کے لیے اپنے منہ میں ڈالنا چاہی۔ اس کی بیٹیوں نے وہ بھی اس سے کھانے کو مانگ لی تو اس نے وہ کھجور جو خود کھانا چاہتی تھی، دو ٹکڑے کر کے دونوں کو آدھی آدھی دے دی۔ مجھے اس کا یہ معاملہ عجیب لگا جو کچھ اس نے کیا تھا۔ میں نے یہ (سارا ماجرا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ

ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اس کے بدلے میں جنت واجب کردی ہے یا اس کی وجہ سے جہنم سے آزاد کردیا ہے"۔

صحیح مسلم:2630

④ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ

"جب انسان فوت ہوجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے مگر تین چیزوں (کا ثواب ختم نہیں ہوتا): صدقہ جاریہ، یا ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے یا وہ نیک اولاد جو ان کے لیے دعا کرتی ہو"۔

صحیح مسلم:1631

حضرات گرامی! ان احادیث مبارکہ سے بچوں کی تربیت اور پرورش کی فضیلت کا بخوبی علم ہوجاتا ہے اور خاص طور پر یہ احادیث ان لوگوں کے لیے تازیانۂ عبرت ہیں جو بیٹیوں کی پیدائش پر ناپسندیدگی اور ان سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔

بچوں کی اچھی تربیت کرنے والے کو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: جیسے میرے ہاتھ کی یہ دونوں انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہیں، ایسے ہی بچوں کی پرورش اور اچھی تربیت کرنے والا جنت میں میرے قریب ہوگا۔

سبحان اللہ! کیا کہنے اس شخص کی قسمت کے جو اپنے بچوں کی تربیت کرکے سرکار دو عالم کے اس قدر قریب ہوگیا اور منزل و درجۂ عالی پا گیا۔ آپ ﷺ کا قرب دونوں جہاں میں کامیابی و کامرانی کی علامت ہے۔

② بچوں کی اخلاقی تربیت

بچوں کی اخلاقی تربیت کے لیے ہمیں سیدنا لقمان علیہ السلام کی ان نصیحتوں کو دہرانے کی ضرورت ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کیں۔ اللہ رب العزت کو وہ نصیحتیں اتنی پسند آئیں کہ انہیں قرآن مجید کا حصہ بنادیا۔ ہم ان نصیحتوں کی روشنی میں چند باتیں بیان کرتے ہیں:

کلمۂ توحید کی تعلیم

بچہ جب بولنے لگے تو اسے کلمۂ توحید کی تلقین کی جائے۔ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَوَّلَ مَا يُفْصِحُ أَنْ يُعَلِّمُوهُ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، فَيَكُونُ ذَلِكَ أَوَّلَ مَا يَتَكَلَّمُ بِهِ

سلف صالحین رحمہ اللہ پسند کرتے تھے کہ بچہ جب بولنا شروع کرے تو اسے سات مرتبہ ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللہُ'' پڑھایا جائے تاکہ وہ سب سے پہلے جو بات کرے وہ یہی ہو۔

المصنف لعبد الرزاق: 7977، رجالہ ثقات

اور یہ ذہن نشین کروایا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے، اس کی باتوں کو سن رہا ہے اور جب روانی کے ساتھ بولنے لگے تو اسے قرآن مجید کی چند سورتیں حفظ کروادے اور یہ آیت توحید ذہن نشین کرادے۔ یہ آیت ذہن نشین کروانا خود نبی اکرم ﷺ کا طریقہ بھی ہے۔ جیسا کہ عبدالکریم ابی امیہ کہتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُ الْغُلَامَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ إِذَا أَفْصَحَ سَبْعَ مَرَّاتٍ : {الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ}إِلَى آخِرِ السُّورَةِ

رسول اللہ ﷺ بنی ہاشم کے ایک بچے کو، جب وہ صاف بولنے لگتا اور سات مرتبہ (یہ کلمات) ادا کرلیتا، یہ آیت سکھاتے تھے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا (بنی اسرائیل: 11)

''کہہ دیجئے تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے نہ تو کسی کو بیٹا بنایا اور نہ ہی اقتدار میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ ہی ذلت کے وقت اس کا مددگار ہے اور اس کی خوب خوب بڑائی بیان کر''۔

المصنف لعبد الرزاق: 7976

اور سیدنا لقمان علیہ السلام نے اپنے بچے کو سب سے پہلے اسی بات کی نصیحت کی تھی:

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

''اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک مت کرنا، بے شک شرک بہت ہی بڑا ظلم ہے''۔

افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے بچے کو کلمہ طیبہ نہیں آتا لیکن کتنے ہی ڈراموں اور فلموں کے نام اور مکمل سٹوریاں یاد ہوتی ہیں۔

دوست اور دشمن کی پہچان کروانا

بچوں کی تربیت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ بچوں کو اچھے اور بُرے لوگوں کی پہچان کروائی جائے، بتایا جائے کہ دوست کون ہے اور دشمن کون؟ بالخصوص شیطان کے حوالہ سے بتائیں کہ وہ انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

بھائیو! بچے کے پیدا ہوتے ہی شیطان اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر دیتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُودٌ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِينَ يُولَدُ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانُ

''ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے چھوتا ہے، شیطان کے اسے چھونے کی وجہ سے وہ چیخ کر رونے لگتا ہے۔''

صحیح البخاری: 3431

حضرات! یہ بات اچھی طرح جان لیں کہ شیطان ہمہ وقت انسانوں کو بہکانے میں لگا ہے، وہ ہر ایک پر محنت کرتا ہے، بڑے تو بڑے، وہ نابالغ معصوم اور پہلے دن کے بچوں کو بھی گمراہی اور بربادی کی طرف ابھارتا ہے، اس میں وہ کوئی لمحہ رائیگاں نہیں جانے دیتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو شیطانی وساوس اور حملوں سے بچا کر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ(فاطر: 6)

بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے تو اسے دشمن ہی سمجھو۔ وہ تو اپنے گروہ والوں کو صرف اس لیے بلاتا ہے کہ وہ بھڑکتی آگ والوں سے ہو جائیں۔

حضرات گرامی! شیطان کی دشمنی کا بچوں کو بتانا اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ صرف بڑھوں کو ہی نہیں ورغلاتا بلکہ بچوں کو بھی بہکاتا ہے۔ جیسا کہ امام عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ إِلَى السُّوقِ، فَمَرَّ عَلَى جَارِيَةٍ صَغِيرَةٍ تُغَنِّي، فَقَالَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَوْ تَرَكَ أَحَدًا لَتَرَكَ هٰذِهِ

میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ بازار کی طرف نکلا، آپ رضی اللہ عنہ کا گزر ایک چھوٹی بچی کے پاس

سے ہوا، جو گانا گا رہی تھی، فرمایا: اگر شیطان کسی کو (بہکانا) چھوڑ دیتا، تو اس بچی کو چھوڑ دیتا (مگر وہ اس پر بھی اپنے وار کرتا ہے)۔

الأدب المفرد للبخاري: 784، شُعب الإيمان للبيهقي: 4748، صحيح

بڑھوں کا ادب اور خدمت کرنا سکھائیں

بچوں کو ابتدا سے ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کا درس دینا چاہیے، کیوں کہ اطاعت والدین میں ان سے حسن سلوک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

لقمان علیہ السلام کے اِس سبق کا ذِکر فرما کر اللہ تعالیٰ نے شرک کے بارے میں مزید خبردار فرماتے ہوئے بتایا کہ اِنسان پر اللہ کی طرف سے سب سے زیادہ نیک سلوک کرنے کا حکم اُس کے ماں باپ کے بارے میں ہے، لیکن اگر وہ بھی شرک کا حکم دیں تو اُن کی بھی بات نہیں مانی جائے گی۔ لہٰذا ارشاد فرمایا:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ (لقمان:14)

''اور ہم نے اِنسان کو اُس کے والدین کے بارے میں وصیت کی (کہ وہ اُن کے حق ادا کرے، اور یاد رکھے کہ) اُس کی ماں نے اُسے دُکھ پر دُکھ پر برداشت کر کے (اپنے پیٹ میں) اُٹھائے رکھا اور (پھر) دُودھ چُھڑانے میں دو سال لگتے ہیں (یعنی پھر دو سال تک اُسے پنا دُودھ بھی پلاتی ہے، اور یہ وصیت بھی کی) کہ میرا شکر گذار بنے اور اپنے والدین کا شکر گزار بنے''۔

اِس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ اِنسانوں کے لیے اُس کا حکم ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ بہترین سلوک کریں، خاص طور پر ماں کے ساتھ کہ اُس کی ماں اُس اِنسان کو تکلیف پر تکلیف برداشت کرتے ہوئے اپنے پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے اور پھر دو سال تک اُسے دودھ پلاتی ہے، پس اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ اِنسان اُس کا شکر گزار ہو اور اپنے والدین کا شکر گذار ہو۔

بچپن میں ہی دینی تعلیم دلائیں

بچے کی تعلیم کا آغاز قرآن مجید کی تعلیم سے کرنا چاہیے، ہمارے اسلاف کا اس پر عمل ملتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔

(طبقات الحفاظ، السیوطی 154/1)

سہل بن عبداللہ امر تستری کے بارے میں ہے کہ انہوں نے چھ سال کی عمر میں قرآن مجید کو ازبر کر لیا۔

(الاحیاء 73/3)

اور ابن سینا کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے دس سال کی عمر میں قرآن مجید پر دسترس حاصل کر لی تھی
(وفیات الاعیان:۲/۱۵۷)

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كانَ السَّلَفُ إذا نَشَأَ لأَحدِهم وَلَدٌ شَغَلُوهُ بِحِفْظِ القُرْآنِ، وَسَماعِ الحَدِيثِ، فَيَثْبُتَ الإِيمَانُ في قَلْبِهِ

سلف کے ہاں بچہ بڑا ہونے لگتا تو اسے حفظ قرآن اور سماع حدیث میں مشغول کرتے۔ یوں ایمان اس کے دل میں پختہ ہو جاتا۔

(صيدالخاطر:491)

بچپن میں دینی تعلیم کیوں حاصل کر لینی چاہیے؟ اس حوالہ سے امام قتادہ بن دعامہ تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
:

اَلْحِفْظُ فِي الصِّغَرِ كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ

''بچپن کا حفظ اس طرح پختہ ہوتا ہے جیسے پتھر پر نقش ہو۔''

الطبقات الکبری:228/9

علقمہ بن وقاص تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا حَفِظْتُ وَأَنَا شَابٌّ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فِي قِرْطَاسٍ أَوْ وَرَقَةٍ.

''میں نے جو چیزیں نوجوانی میں یاد کی تھیں، وہ مجھے اس طرح یاد ہیں گویا میں انہیں کسی کاغذ پر دیکھ رہا ہوں۔''

المعرفة والتاريخ للفسوي:555/2، ورجاله ثقات

حضرات گرامی! بہت سے والدین اس حوالہ سے سنجیدہ نہیں ہوتے، انہیں یہ لگتا ہے کہ دینی تعلیم حاصل کرنا صرف بچوں کی ذمہ داری ہے ہمیں اس حوالہ سے زیادہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ ہمارے سلف صالحین بچوں کو تعلیم دینے کے حوالہ سے سختی بھی کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ أَنْ يُكْرِهِ وَلَدَهُ عَلَى العِلْمِ، فَإِنَّهُ مَسْؤُوْلٌ عَنْهُ

آدمی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو علم دین حاصل کرنے پر مجبور کرے کیوں کہ اس کے بارے میں اس سے حساب ہوگا اور باپ اپنی اولاد کی تعلیم کا ذمہ دار ہے۔

سیر أعلام النبلاء:273/7

امام علی بن عاصم بن صہیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دَفَعَ إِلَيَّ أَبِي مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ، وَقَالَ: اذْهَبْ، فَلَا أَرَى لَكَ وَجْهًا إِلَّا بِمِائَةِ أَلْفِ حَدِيثٍ

میرے باپ نے مجھے ایک لاکھ درہم دے کر فرمایا: جاؤ میں اس وقت تک آپ کا چہرہ نہ دیکھوں جب تک تم ایک لاکھ احادیث نہ حاصل کرلو۔

تاریخ بغداد:407/13

نبی کریم ﷺ اور سادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت سکھائیں

بچوں کی تربیت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ انہیں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعارف کروائیں، ان سے محبت کرنا سکھائیں اور ان کی سیرت و کردار کے واقعات بتائیں۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ ہمارے اصل ہیرو یہ ہیں اور ہم نے انہیں کے سیرت و کردار کو فالو کرنا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ السَّلَفُ يُعَلِّمُونَ أَوْلَادَهُمْ حُبَّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ كَمَا يُعَلِّمُونَ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ.

سلف صالحین رحمہم اللہ اپنی اولاد کو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایسے سکھاتے، جیسے قرآن کریم کی سورت سکھاتے تھے۔

شرح أصول إعتقاد أهل السنة و الجماعة للالكائي:2325

اسی طرح إبراہیم الحربی رحمہ اللہ إمام أحمد رحمہ اللہ کے بارے میں کہتے ہیں:

هُوَ أَلْقَى فِي قُلُوبِنَا مُنْذُ كُنَّا غِلْمَانًا اتِّبَاعَ حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَقَاوِيلَ الصَّحَابَةِ، وَالاقْتِدَاءَ بِالتَّابِعِينَ

انہوں نے بچپن سے ہی ہمارے دلوں میں نبی ﷺ کی حدیث کی پیروی، صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے اقوال، اور تابعین رحمہم اللہ کی اقتداء کا جذبہ ڈال دیا تھا۔

طبقات الحنابلة:234/1

نماز کی عادت ڈالیں

بچہ جب سات سال کا ہوجائے تو اسے نماز کی تلقین کریں اور اپنے ہمراہ اسے مسجد لے جائیں اور دس سال پر نماز کی عدم ادائیگی پر مارنا نبی اکرم ﷺ کا حکم ہے۔ سیدنا عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ (شعیب) اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا:

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ

''اپنے بچوں کونماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور انہیں نماز کی وجہ سے مارو، جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور ان کے بستر بھی الگ کر دو''۔

سنن ابی داود:495،قال الالبانی:صحیح

شعوری عمر کو پہنچتے ہی اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا تعارف کروائیں

اب چونکہ بچہ شعور کی عمر کو پہنچ چکا ہوتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا تعارف کروانا چاہیے، جیسا کہ لقمان علیہ السلام کا انداز ہے:

يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ (لقمان:16)

''اے میرے بیٹے اگر کوئی رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور پھر (کسی) پتھر میں (چھپا ہوا) ہو یا (کہیں) آسمانوں میں ہو یا (کہیں) زمین میں ہو اللہ اُسے ضرور لائے گا بے شک اللہ باریک بین اور بہت ہی خبر رکھنے والا ہے''

اِس آیت میں بھی لُقمان رحمہ اللہ نے اُسی محبت آمیز اور پُر حکمت انداز میں اپنے بیٹے کو مخاطب کیا اور اللہ کی صِفات کی پہچان کرواتے ہوئے اُن صِفات کی قوت اور سمجھاتے ہوئے موصوف کی عظمت کی تعلیم دی اور اُس عظمت کے پیشِ نظر اپنی زندگی میں کرنے والے ہر ایک کام کے بارے میں یہ تعلیم اور تربیت دِی کہ یہ یاد رکھنا کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اللہ تعالیٰ کے عِلم سے خارج نہیں ہوتا اور نہ ہی اُس کی قدرت سے ۔لہٰذا تمہاری ہر نیکی اور ہر برائی کو اللہ آخرت میں تمہارے سامنے لے آئے گا لہذا ہر کام کرتے ہوئے یہ یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے اور اللہ پاک کے سامنے مجھے اُس کا جواب دینا ہوگا۔

آج بھی اگر ہم اپنے بچوں کو اس انداز میں تعلیم دیں کہ بیٹا! زندگی مکمل احتیاط سے گزارنا، اور یاد رکھنا ایک دن قائم ہونے والا ہے جس میں تیرے چھوٹے سے چھوٹے عمل کو کھول لیا جائے گا اور ساری دنیا کے سامنے تیرے ہاتھ میں نامہ اعمال پکڑایا جائے گا۔ اچھا ہے تو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں اور اگر برائی میں زندگی گزارنے والا ہے تو بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال تھمایا جائے گا۔کل کے پچھاوے سے بہتر ہے کہ آج ہی

کل کی تیاری کر لی جائے۔

دینی مجالس میں شرکت

بچہ جب سمجھ بوجھ کی عمر کو پہنچ جائے تو اسے مختلف النوع مجلسوں میں اپنے ہمراہ لے جانا تاکہ بڑھوں کا سامنا کرنا سیکھ جائے۔مختلف اجتماعی امور میں ایک دوسرے کا تعاون کر سکے اور ملاقات کے آداب سے واقف ہوسکے۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لاَ يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَهِيَ مَثَلُ المُسْلِمِ، حَدِّثُونِي مَا هِيَ؟ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ البَادِيَةِ، وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَاسْتَحْيَيْتُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَخْبِرْنَا بِهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ النَّخْلَةُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَحَدَّثْتُ أَبِي بِمَا وَقَعَ فِي نَفْسِي، فَقَالَ: لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي كَذَا وَكَذَا

”درختوں میں سے ایک درخت ہے۔جس کے پتے نہیں جھڑتے اور اس کی مثال مسلمان جیسی ہے۔مجھے بتاؤ وہ کیا (درخت) ہے؟ تو لوگ جنگلی درختوں (کی سوچ) میں پڑ گئے اور میرے دل میں آیا (کہ میں بتا دوں) کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے شرم آ گئی (اور میں چپ ہی رہا) تب لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ ہی اس کے بارے بتلایئے،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کھجور ہے۔عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں جو بات تھی وہ میں نے اپنے والد (عمر رضی اللہ عنہ) کو بتائی،وہ کہنے لگے کہ اگر تو (اس وقت) کہہ دیتا تو میرے لیے ایسے ایسے قیمتی سرمایہ سے زیادہ محبوب ہوتا“۔

صحیح البخاری:131

زندگی گزارنے کے اُصول سمجھائیں

اسی چھوٹی عمر میں بچے کو اس بات کا درس بھی دینا چاہیے کہ یہ دنیا مشکلات کا گڑھ اور مومن کے لیے قید خانہ ہے،قدم قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا،کبھی بُرائی کرنے پر صبر تو کبھی مشکلات پر،لیکن صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا،اللہ تعالیٰ نے لقمان علیہ السلام کا انداز ذکر فرمایا:

يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (لقمان:17)

''اے میرے بیٹے نماز قائم کرواور نیکی کرنے کا حکم دواور برائی سے روکواور تمہیں جو کچھ تکلیف ہو اُس پر صبر کرو کیونکہ ایسا کرنا قوت ارادی کی مضبوطی ہے''۔

زندگی میں جو کچھ تکالیف پیش آئیں ان پر اللہ کی رضا کے لیے صبر کرنا کہ دُنیا اور اُسکی نعمتوں اور اُس کے مصائب کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ وہ سب فانی ہیں لیکن دُنیا میں رہتے ہوئے جو عمل کرو گے اُن کے نتائج ابدی ہوں گے، دُنیا میں ملنے والی نعمتوں کو جس طرح اِستعمال کرو گے اُن کے دُنیاوی فائدے تو ایک دِن یقیناً ختم ہو جائیں گے لیکن اُن کے نتائج آ خرت میں کبھی نہ ختم ہونے والی سزا یا ثواب کا باعث ہوں گے۔ دُنیا میں ملنے والی تکالیف اور مصیبتیں تو یقیناً ختم ہونا ہی ہیں اگر اُن پر صبر نہ کرو گے تو دُنیا میں بھی پریشان رہو گے اور صبر نہ کرنے کی سزا میں آ خرت میں بھی دُکھ اور نُقصان کا شِکار ہو جاؤ گے۔

اس کے ساتھ غیر اللہ کا ڈر دل سے نکال کر اللہ کا ڈر پیدا کریں اور بچے کا عقیدہ یوں مضبوط کریں۔ جیسے نبی کریم ﷺ نے چھوٹی عمر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یوں نصیحت فرمائی تھی:

يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الأَقْلَامُ وَجَفَّتْ الصُّحُفُ

اے لڑکے! بیشک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں: تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تو اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تو مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو، اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

سنن الترمذی: 2516، قال الالبانی: صحیح

تمیز وادراک کی عمر میں بچے کو پڑوسیوں کے حقوق، گھروں میں داخلے کے آداب، کھانے کے آداب، بال اورلباس کے آداب سے آشنا کرنا، اخلاق حسنہ جیسے صداقت، رازوں کی پاسداری، امانت ودیانت کا اسے عادی بنایا جائے۔

حسنِ اخلاق کی تعلیم

اسی عمر میں بچوں کولوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنے کا درس اور تکبر وسے دوررہنے کا درس دینا چاہیے، سیدنا لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کونصیحت کرتے ہوئے کہا:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (لقمان:18)

’’اورلوگوں کے سامنے اپنا چہرہ مت پھیرو اور نہ ہی زمین پر اکڑ کر چلو (یادرکھوکہ) بے شک اللہ کِسی بھی شیخی بگھارنے والے کو پسند نہیں کرتا‘‘۔

اِس آیت کریمہ میں لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کولوگوں کے ساتھ ادب اورخوش اخلاقی سے پیش آنے کی تربیت دی اور سمجھایا کہ ایسا مت کرنا کہ لوگ تمہارے ساتھ بات کریں توتم گردن اکڑا اکرا اُن کی طرف سے مُنہ پھیرلو یا بات کا جواب تو دو لیکن بات کرنے والے کی طرف توجہ دیے بغیر، اِس کے بعد تکبر کی ایک اور عادت، ایک اور کیفیت، اکڑ اکڑ کر، اِترا اِترا کر چلنے کا ذِکر کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو یہ تعلیم دِی کہ ایسا بھی مت کرنا، کیونکہ ایسا کرنے والے اپنی حقیقت بھول کرخودکو دُوسروں سے برتر سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اُنہیں جو کچھ دُوسروں سے زیادہ دِیا ہوتا ہے اُسے اللہ کی نعمت سمجھنے کی بجائے اپنی کِسی کوشش کا نتیجہ سمجھتے ہوئے، یا اپنے بڑوں کی کِسی کوشش کا نتیجہ سمجھتے ہوئے اُس پر شیخی ظاہر کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ شیخی خوروں کو پسند نہیں کرتا۔

بچوں کی جسمانی تربیت

بچوں کی روحانی تربیت کے ساتھ بچوں کی جسمانی نشوونما کا بھرپور خیال رکھنا بھی ازحد ضروری ہے۔ اور جسمانی صحت کے لیے متوازن غذا، تازہ ہوا، کھیل کود، متوازن لباس، صفائی ستھرائی اور پڑھائی لکھائی کے لیے متوازن ماحول دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ جسمانی طور پر بھی بہتر رہ سکے۔

③ بچوں کی جنسی تربیت

حضرات ذی وقار! بچوں میں ایک خاص عمر میں جنسی میلان کا پایا جانا اوراس بارے میں تجسس ہونا ایک فطری عمل ہے، اسے نہ تو دبانے اورمسخ کرنے کی ضرورت ہے اور نا ہی ابھارنے اور اکسانے کی، بلکہ ان مرحلوں میں عمر کی رعایت کرتے ہوئے علمی ودینی تربیت کی طرف توجہ مرکوز کرنا چاہیئے۔ اہل خانہ، اسکول اورمعاشرہ کی ذمہ داری ہے کہ مناسب رویہ اختیار کریں اوران کی شرعی اُصولوں پر راہنمائی کریں۔

پیدائش اور بچپن

① بچے کی پیدائش کے بعد اس کے جنسی اعضاء کی حفاظت اور پاکیزگی کا حکم دیا گیا ہے اوراس مقصد کے لیے بچے کے ختنہ کا تاکیدی حکم ہے، جس کے ذریعے سے بچہ زندگی بھر جنسی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

خَمْسٌ مِنَ الفِطْرَةِ: الخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الإِبْطِ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ

''پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: ختنہ کرنا، (زیر ناف) لوہا استعمال کرنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، ناخن تراشنا، اورمونچھیں کاٹنا''۔

صحیح البخاری: 5889، صحیح مسلم: 257

② بچہ جب تھوڑا سا سمجھدار ہوجائے تو اسے ''ستر'' کے احکامات سمجھانے کا حکم ہے، لڑکے کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک ہے، جبکہ لڑکی کا پورا بدن ستر میں داخل ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو خوب اچھی طرح سمجھائیں کہ ستر والے اعضاء کسی کے سامنے ظاہر نہ ہونے دیں اور نہ ہی کسی کو چھونے یا ہاتھ لگانے کی اجازت دیں، اور کوئی بھی ان کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے تو فوراً والدین کو مطلع کریں تا کہ کچھ سد باب ہوسکے۔

کم سنی و لڑکپن

① جب بچہ کچھ بڑا ہوجائے تو اس کے لیے ''استئذان'' کا حکم ہے، یعنی اسے گھر کی پرائیویسی کو مدنظر رکھنے اور گھر میں یا کسی خاص کمرے میں داخل ہونے سے قبل اجازت ضروری لینی چاہیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ (النور:58)

”اے ایمان والو! تم سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہیں پہنچے ہوں (اپنے آنے کی) تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔ نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد، یہ تینوں وقت تمہاری (خلوت) اور پردہ کے ہیں“۔

② بچوں کو مرد اور عورت کے لباس اور طور طریقوں کے مابین فرق سکھلانے کی ضرورت ہے، لڑکے کو لڑکیوں جیسا لباس اور طور طریقے، اسی طرح لڑکیوں کو لڑکوں جیسا لباس اور طور طریقے اختیار کرنے سے سختی سے منع کیا ہے؛ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں جیسا چال چلن اختیار کرتی ہیں اور ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو مردوں جیسا چال چلن اختیار کرتی ہیں“۔

صحیح البخاری:5885

قریب البلوغ اور بلوغت

① بچے جب دس برس کی عمر کو پہنچ جائیں تو حکم ہے کہ جسمانی طور پر جنسی تغیرات کی وجہ سے ان کے بستر الگ الگ کردیئے جائیں اور بچے الگ الگ بستر پر سوئیں؛ سیدنا عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ (شعیب) اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ

”اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور انہیں نماز کی وجہ سے مارو، جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور ان کے بستر بھی الگ کردو“۔

سنن ابی داود:495، قال الالبانی:صحیح

② بچے کو فحاشی و عریانی سے بچائیں، شرم گاہ کی حفاظت، شرم وحیا اور عفت و پاکدامنی کے بارے میں

سجھائیں، انہیں نظریں جھکانے کی ترغیب دیجئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (النور:30)

''مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کریں، یہی ان کے لیے پاکیزہ طریقہ ہے، جو کاروائیاں کرتے ہیں یقیناً اللہ ان سب سے پوری طرح واقف ہے''۔

③ ہوس بھری نگاہوں اور جنسی درندوں سے بچنے کے لیے لڑکیوں کو شرعی پردہ کروائیں اور یہ دین اسلام کا عورتوں سے مطالبہ ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا(الأحزاب:59)

''اے پیغمبر! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ باہر نکلا کریں تو اپنے اوپر چادر لٹکالیا کریں یہ امر ان کے لیے موجب شناخت ہوگا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

④ قریب البلوغ بچوں کے لیے بھی پردے اور گھروں میں داخلے کے لیے بالغوں جیسے احکامات دین اسلام نے طے کیے ہیں؛ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ(النور:59)

''اور جب بچے بلوغت کو پہنچ جائیں تو جس طرح ان کے اگلے لوگ اجازت مانگتے ہیں انہیں بھی اجازت مانگ کر آنا چاہیے، اللہ تعالیٰ اسی طرح تم سے آیات بیان فرماتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی علم وحکمت والا ہے''۔

⑤ والدین کو لڑکوں کی جنسی نشونما پر نظر رکھنے کا حکم ہے اور جیسے ہی معلوم ہو جائے کہ ان میں عورتوں کے زنانہ اعضاء کی جانب رغبت اور خواہش پیدا ہو رہی ہے تو پھر سخت پردہ اور احتیاط کروانے کی ضرورت ہے اور ان کے سامنے نسوانی حسن ظاہر کرنے سے منع کیا گیا ہے؛ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا

مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ (النور:31)

''مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں، اور اپنی آرائشوں کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کی پردے کی باتوں سے مطلع نہیں۔ اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے''۔

٦ جب بچہ یا بچی بلوغت کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں بلوغت کی علامات، بلوغت کے احکام، نماز اور روزے کی فرضیت، غسل اور وضو ٹوٹنے کے احکام، حیض ونفاس کے مسائل اور طہارت کے طریقے بتلائے جائیں، بغل اور زیر ناف بالوں کی صفائی کے بارے آگاہ کریں اور انہیں بتلائیں کہ چالیس دن سے زیادہ بغل اور زیر ناف بالوں کو چھوڑے رکھنا گناہ ہے۔ جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رواتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفِ الْإِبِطِ، وَحَلْقِ الْعَانَةِ، أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً

''مونچھیں کاٹنے میں، ناخن تراشنے میں، بغلوں کے بال اکھیڑنے میں، زیر ناف بال مونڈنے میں ہمارے لیے وقت مقرر کیا گیا ہے کہ ہم انہیں چالیس راتوں سے زیادہ نہ چھوڑے رکھیں''۔

صحیح مسلم:258

٧ بچوں کو فارغ مت رکھیں۔ کیونکہ فارغ ذہن شیطان کی دکان ہوتا ہے اور بچوں کا ذہن سلیٹ کی مانند صاف ہوتا ہے بچپن ہی سے وہ عمر کے اس دور میں ہوتے ہیں جب انکا ذہن اچھی یا بری ہر قسم کی چیز کا فوراً اثر قبول کرتا ہے۔ اس لیے انکی دلچسپی دیکھتے ہوئے انہیں کسی صحت مند مشغلہ میں مصروف رکھیں۔ ٹی وی

وقت گزاری کا بہترین مشغلہ نہیں بلکہ سفلی خیالات جنم دینے کی مشین ہے اور ویڈیو گیمز بچوں کو بے حس اور متشدد بناتی ہیں۔ ایسے کھیل جن میں جسمانی مشقت زیادہ ہو وہ بچوں کے لیے بہترین ہوتے ہیں تا کہ بچہ کھیل کود میں خوب تھکے اور اچھی، گہری نیند سوئے۔

⑧ بچوں کے دوستوں اور مصروفیات پر نظر رکھیں۔ بسا اوقات ہمارے گھر کا ماحول تو اچھا ہوتا ہے مگر وہ جن دوستوں کے ساتھ رہتا یا پڑھتا ہے ان کا ماحول اچھا نہ ہو، اس لیے بہت ضروری ہے کہ اپنے بچوں کی مصروفیات اور دوستوں پر خوب نظر رکھیں۔

ساتھ ہی ساتھ جنسی میلان اور اسے بھڑکانے والے تمام جدید آلات، انٹرنیٹ، موبائل وغیرہ کے استعمال اور بالخصوص غلط استعمال پر نگاہ رکھیں۔

بچوں کا نکاح اور شادی

① لڑکے لڑکیوں کی جسمانی نشونما میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ان میں زیادہ سے زیادہ تولیدی صلاحیت ہو، بالخصوص لڑکیوں میں تولیدی اور زچگی صلاحیت کی اسلام نے بہت زیادہ حوصلہ افزائی کی ہے۔

② جیسے ہی بچے جوانی کی عمر کو پہنچیں ان کی فوراً شادی کی جائے، وگرنہ ان کو روزے رکھوائیں کیونکہ روزہ جنسی عمل کی کمی کا باعث ہے۔

اور شریعت اسلامیہ نے نوجوانوں کو شادی کی ترغیب اس لیے دی ہے کہ معاشرے کی اکثر خرابیاں اسی وجہ سے ہیں کہ جوان بچوں کی شادی میں تاخیر کی جاتی ہے؛ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

”اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے، (کیونکہ) وہ نظر کو جھکا دیتا ہے اور شرم گاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ اور جو نکاح کی استطاعت نہیں رکھتا تو اس کے ذمے روزے ہیں، کیونکہ اس سے شہوت میں کمی آتی ہے“۔

صحیح مسلم:1400

③ جب بچوں کی شادی کی تاریخ طے پا جائے یا شادی کے دن قریب آ جائیں تو پھر بہت حکمت سے ہمبستری کے اسلامی احکام، حیض ونفاس کے مسائل، پاکی وناپاکی، حمل، وضع حمل اور دیگر جنسی مسائل کے

بارے میں آ گاہی فراہم کرنی چاہیے۔

بچوں کی تربیت پر اثر انداز ہونے والے منفی عوامل

حضرات گرامی! باوجود ہماری کوشش کے بسا اوقات ہمارے بچوں کی تربیت بھلی نہیں ہو رہی ہوتی، ہم ان میں سے بعض ایسے عوامل کی طرف روشنی ڈالتے ہیں جن کے باعث ہمارے بچوں کی اچھی تربیت نہیں ہوتی:

① گھر کا غیر اسلامی ماحول

گرامی قدر! والدین خود تو چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے دیندار بنیں، دین اسلام کے داعی بنیں، مگر خود دیندار نہیں ہوتے۔ یہی وہ بنیادی وجہ ہے جس کے باعث ہمارے بچے دین دار نہیں ہوتے۔

یاد رکھیئے! والدین بچوں کے سب سے پہلے استاد ہوتے ہیں، اور بچے سب سے زیادہ اپنے والدین سے سیکھتے ہیں، اگر والدین بے نماز، بد اخلاق، فحش کا ارتکاب کرنے والے اور دن رات اللہ کی معصیت میں زندگی گزارنے والے ہوں تو بچے ان کی پرورش میں رہ کر بد مزاج، جھگڑالو، ظالم، چاپلوس، دروغ گو، بد اخلاق، کوتا فکر، بے ارادہ، نادان،، خودغرض، زر پرست، لاابالی اور بے دین ہی بنیں گے۔

اس کے برعکس اگر آج کے بچے، سچے، بہادر، بلند ہمت، خوش اخلاق، خیرخواہ بردبار، ایماندار، رحم دل، انصاف پسند، اعلی نفس، حق گو، امانت دار، دانا، روشن فکر اور ملائم لہجہ میں بات کرنے والوں کی صورت میں تربیت پائیں گے تو کل یہی اعلی صفات، کامل صورت میں ظاہر ہوں گی۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنِّي لَأُصَلِّي فَأَذْكُرُ وَلَدِي فَأَزِيدُ فِي صَلَاتِي

میں نماز پڑھتا ہوں، پھر جب مجھے اپنی اولاد کا خیال آتا ہے، تو میں اور زیادہ عبادت کرتا ہوں۔

تفسیرِ بغوی: 196/5

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْبَرَكَةُ الَّتِي تَحِلُّ عَلَى الْأَبْنَاءِ تَكُونُ بِأَعْمَالِ الْآبَاءِ، وَالْبَرَكَةُ الَّتِي تَحِلُّ عَلَى الْآبَاءِ تَكُونُ بِدُعَاءِ الْأَبْنَاءِ

اولاد پر جو برکت نازل ہوتی ہے وہ والدین کے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے اور والدین پر جو برکت نازل ہوتی ہے وہ اولاد کی دعاؤں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

البدایہ والنہایہ:416/20

حضرات محترم! والدین میں سے بھی والدہ کا پوری طرح دینی ہونا زیادہ ضروری ہے، کیونکہ بچوں کی تربیت میں زیادہ کردار بھی والدہ کا ہوتا ہے۔الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا ضَاعَتِ المَرْأَةُ ضَاعَ البَيْتُ، وَإِذَا ضَاعَ البَيْتُ ضَاعَ الأَوْلَادُ، وَإِذَا ضَاعَتِ البُيُوتُ ضَاعَ المُجْتَمَعُ

جب عورت بگڑ جائے تو گھر کا ماحول بگڑ جاتا ہے اور جب گھر کا ماحول خراب ہو جائے تو اولاد بگڑ جاتی ہے اور جب گھروں کے گھر بگڑ جائیں تو سارے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔

محاضرات في العقيدة والدعوة:162

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَعَلَيْكَ بِالمَرْأَةِ الصَّالِحَةِ، لِأَنَّهَا خَيْرٌ لَكَ مِنِ امْرَأَةٍ جَمِيلَةٍ لَيْسَتْ بِصَالِحَةٍ

نیک بااخلاق عورت کو لازم پکڑو کیونکہ وہ آپ کے لئے اس خوبصورت عورت سے بہتر ہے جو نیک اور بااخلاق نہیں۔

شرح رياض الصالحين:141/3

لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی اولاد دنیا میں متبع سنت ہو اور روزِ قیامت خود بھی سعادت مند لوگوں میں شامل ہوں تو آج ہی سے اپنی تربیت کی طرف توجہ دیں، جب آپ مکمل دین دار ہوں گے اور بچوں کی مکمل حفاظت کرنے والے ہوں گے تو وہ وقت دور نہیں جب آپ کے بچے صحیح اسلامی نہج پر زندگی گزاریں گے۔

۲ سوشل میڈیا کا بے جا استعمال

حضرات گرامی! یہ دور میڈیا کا ہے اور میڈیا کی اقسام میں سوشل میڈیا کا کردار بہت نمایاں ہو گیا ہے اس وجہ سے بچے، جوان، بوڑھے یعنی عورت ومرد میں سے سارے قسم کے لوگ اس سے جڑ گئے ہیں اور چوبیس گھنٹوں کا اسے اپنا ساتھی بنالیا گیا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ سوشل میڈیا مثلا واٹس ایپ، فیس بوک، ٹویٹر، گوگل پلس، یوٹیوب اور ویب سائٹس وغیرہ کے بے شمار فوائد ہیں۔ان کی وجہ سے آج دنیا سمٹ کر ایک گاؤں کی مانند ہو گئی، خبروں کی ترسیل، معلومات کی فراہمی، سماجی ومعاشی معاملات حتی کہ قوم ومذہب کا فروغ سب کچھ آسان سے آسان تر ہو گیا ہے۔ساتھ ہی ساتھ یہ حقیقت بھی مسلم ہے کہ ان سماجی رابطوں نے سماج ومعاشرے پر برائی کے بہت ہی گہرے اثرات چھوڑے ہیں جن کی لپیٹ میں نوجوان

لڑکے اورلڑکیوں سے لیکر بچے بچیاں اورعمر رسیدہ لوگ (بوڑھے، بوڑھیاں) تک ہیں۔بچپن کے نقوش واحوال کا زندگی کے تمام مراحل پر اثر پڑتا ہے۔اگر کسی کا بچپن رنگین، پرکیف وعریانیت وفحاشیت کے مرحلے سے گزرا ہوتو اس کی جوانی بہت ہی مخدوش ہوگی۔جوانی ویسے ہی دیوانگی کا شعبہ اور موج ومستی کا مرحلہ ہوتا ہے اس مرحلہ کو فحاشی سے بچانا اسی نوجوان کے بس میں ہے جس کے والدین نے بچپن میں شعور وآگہی، تہذیب وثقافت اور اخلاق وکردار سے آراستہ کیا ہو۔اس لئے ہمیں اپنے بچوں کے تئیں اس کی زندگی کے دوسرے مراحل کی حفاظت کے لئے بچپن کو اسلامی تربیت سے سجانا اور سنوارنا ہوگا۔

ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ بچپن کے ابتدائی ایام میں ذہنی نشوونما اور دماغی وجسمانی صلاحیتیں تیزی سے پروان چڑھ رہی ہوتی ہیں اس لئے یہ وقت بہت حساس ہوتا ہے۔اس عمر میں بچے ہر سنی سنائی بات ذہن میں محفوظ کر لیتا ہے، آنکھوں سے دیکھا ہوا گویا پتھروں پر نقش ہونے کی طرح ہے اور تیزی سے نئی نئی باتیں سیکھنے لگتا ہے۔تیزی سے پروان چڑھ رہی ہوتی ہیں اس کے اسی مرحلے پر مستقبل کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔

اس دور کا المیہ یہ ہے کہ بچے کی پیدائش پر ہی کھیلنے کے لئے نیٹ موبائل ہاتھ میں تھمادیا جاتا ہے، یہ بچے جوں جوں موبائل سے مانوس ہوتے ہیں اس سے ان کی دلچسپی گہری سے گہری ہوتی چلی جاتی ہے۔کچھ وقت گزرنے کے ساتھ وہ شعور کی زندگی کو پہنچ جاتا ہے۔پھر ٹی وی، کیبل اور نت نئے ڈراموں میں اپنی جوانی کے ایام گزارتا ہے پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ تنہائی کا خوگر ہوجاتا ہے۔اس کا پڑھائی میں دل نہیں لگتا، دوستوں اور رشتہ داروں سے ملنا اور ان کے یہاں جانا پسند نہیں آتا وہ تنہائی چاہتا ہے۔نیٹ والا موبائل جس میں انڈین موویز اس کے ذہن کو اپنی مرضی کا سکون دیتا ہے۔وہ جس قدر اس کا عاشق بنتا جائے گا اسی قدر اس کے اندر اخلاقی پستی، دیوانگی، تشدد، چڑچڑاپن، اکیلاپن، ناچ گانا، فحش کام، بےہودہ گوئی، قبیح حرکت اور لایعنی اقوال وافعال کا رسیا ہوتا چلا جائے گا۔

③بری سوسائٹی

بچوں کی تربیت پہ اثر انداز ہونے والے عوامل میں ایک یہ بھی ہے کہ والدین کی عدم توجہ کے باعث بچے بری مجلس کی زینت بن جاتے ہیں اور شب وروز اللہ کی معصیت والی جگہ اور میں گزارتے ہیں، نتیجہ میں وہ بچے بھی اپنی مجلس کی وجہ سے برے ہوجاتے ہیں؛ سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے دوست اور برے دوست کی مثال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ، كَحَامِلِ المِسْكِ وَنَافِخِ الكِيرِ، فَحَامِلُ المِسْكِ: إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الكِيرِ: إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً

''اچھے دوست اور برے دوست کی مثال کستوری اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی مانند ہے، کستوری اٹھانے والا یا تو آپ کو ہدیہ میں دے دیگا یا آپ اس سے خرید لیں گے یا کم از کم اچھی خوشبو تو پائیں گے، جبکہ بھٹی جھونکنے والا آپ کے کپڑوں کو جلا دے گا یا کم از کم آپ اس سے بدبو پائیں گے''۔

صحیح البخاری:5534، صحیح مسلم:2628

نبی کریم ﷺ نے اس مثال کے ذریعہ معقول کو محسوس کے قریب کر دیا ہے۔جس سے صحبت کے اثرات کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔کہ جس طرح کستوری والے کے پاس بیٹھنے سے فائدہ ہی فائدہ ہے اسی طرح اچھی صحبت اختیار کرنے سے انسان خیر اور بھلائی میں رہتا ہے جبکہ بھٹی جھونکنے والے کے پاس بیٹھنے سے نقصان ہی نقصان ہے اسی بری صحبت اختیار کرنے سے انسان خسارہ میں ہی رہتا ہے۔

ہمارے بچوں کا مجلس میں بیٹھنا دنیاوی اعتبار سے بھی درست نہیں اور روزِ قیامت ایسی بری مجلس کی وجہ سے انسان کو جہنم میں داخل کیا جائے؛ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلاً يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَاناً خَلِيْلاً لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَ نِيْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلاً))(لفرقان:27/ 28)

''اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا ہائے کاش کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی راہ اختیار کی ہوتی۔ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔اس نے تو مجھے اس کے بعد گمراہ کر دیا کہ نصیحت میرے پاس آ پہنچی تھی اور شیطان تو انسان کو (وقت پر) دغا دینے والا ہے''۔

بری مجلس میں بیٹھنے والا ظالم شخص غم اور افسوس سے اپنی انگلیوں کو کاٹے گا کہ اس نے غلط اور شریر شخص کو اپنا دوست بنا لیا جس نے اسے ہدایت اور صراط مستقیم سے ہٹا کر ضلالت و گمراہی اور بدبختی کے رستے پر لگا دیا لیکن اس وقت یہ افسوس کسی کام نہیں آیگا کیونکہ ہاتھ سے نکلا ہوا وقت واپس نہیں آتا۔

اسی طرح جہنمی جہنم میں ندامت کا اظہار کریں گے کہ کاش ہم اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت نہ

کرتے جنہوں نے ہمیں گمراہ کردیا اور صراط مستقیم سے ہٹا دیا، کاش کہ ہم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا دامن تھام لیتے اور آج اس ذلت آمیز عذاب سے بچ جاتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَٰلَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا (الاحزاب:66)

"اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے۔ (حسرت وافسوس سے) کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرتے"۔

④ مغربی نظام تعلیم

ہمارے بچوں کی تربیت میں رکاوٹ کا ایک سبب مروجہ نظام تعلیم بھی ہے۔ جس تعلیم کو حاصل کرنے کے بعد بچہ دین سے یکسر دور ہوتا جاتا ہے۔

مخلوق تعلیم اور جنسی تعلیم کا سب سے برا اثر نئی نسل کے اخلاق پر پڑ رہا ہے، کوایجوکیشن کے رواج نے بچوں کے اخلاق کی مٹی پلید کر دی ہے، شرم وحیا جو انسان کا سب سے قیمتی زیور ہے، رخصت ہوتا جا رہا ہے، قریب البلوغ کا زمانہ جذبات دور ہوتا ہے اس عرصہ میں نوخیز اور نوجوان لڑکیوں کا ایک ساتھ مل بیٹھنا اور بے حجابانہ میل وجول شہوانی جذبات کو بھڑکا کر ہیجانی کیفیت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پھر لڑکیوں کا مختصر لباس میں بن سنور کر آنا جلتی پر تیل کا کام کرتا ہے۔ اگر یوں کہا جائے تو سچ ہوگا "آج آزادانہ اختلاط اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ تعلیم وتحقیق کے راستے سے شیطانیت رقص کر رہی ہے' کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اس قدر جنسی بے راہ روی کا ماحول ہے کہ ایک عام آدمی دیکھ کر پانی پانی ہوجاتا ہے۔ مغربی اباحیت پسندی کے ماحول میں یونیورسٹیز کےلڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے سے اس قدر بے تکلف ہوجاتے ہیں کہ سارے فاصلوں کو ختم کرکے گناہوں کے سمندر میں غوطہ زن ہوجاتے ہیں۔ لڑکے اور لڑکیوں کو پورے آٹھ گھنٹے ایک ساتھ بٹھانا دراصل انہیں جنسی اشتعال دلانا ہے جس سے جنسی بے راہ روی اور نفسیاتی کشمکش پیدا ہوتی ہے، زنا بدکاری اور ہم جنس پرستی کو فروغ ملتا ہے۔

⑤ والدین کی طرف سے دعاؤں کا فقدان

حضرات گرامی! بچوں کے بگڑنے کے اسباب میں ایک سبب یہ ہے کہ والدین بچوں کے لیے الگ سے دعاؤں کا اہتمام نہیں کرتے۔ حالانکہ ہر چیز سے بڑھ کر بچوں کو والدین کی دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ دعا کے ذریعے والدین اپنے بچوں کی حفاظت، کامیابی اور ہدایت کی درخواست کرتے ہیں، جو کہ

ایک روحانی قوت کا کام کرتی ہے۔ یہ دعائیں نہ صرف بچوں کی روحانیت کو پروان چڑھاتی ہیں، بلکہ ان کے دلوں میں اللہ کی محبت اور اعتماد بھی پیدا کرتی ہیں۔

ساتھیو! اگر ہم انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو ہمیں نظر آئے گا کہ وہ اپنی اولاد کے لئے کثرت سے دعائیں کرتے تھے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بہت ساری دعائیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔ جن میں ایک دعا یہ بھی ہے:

وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ (ابراهیم:35)

"اور مجھے اور میرے بیٹے کو بتوں کی پوجا سے دور رکھیے۔"

اسی طرح:

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ (ابراهیم:40)

"اے میرے رب! مجھے توفیق دیجیے، کہ میں نماز قائم کروں اور میری نسل کو (بھی اس کی توفیق ملے)۔ اے میرے رب! میری دعا آپ کے حضور قبول ہو۔"

ایک اور دعا:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (البقر:128)

"اے ہمارے رب! ہمیں ایسی توفیق دیجئے کہ ہم (سچے) مسلم (یعنی آپ کے حکموں کے فرمانبردار) ہو جائیں اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت اپنی فرمانبردار بنائیے اور ہمیں ہماری عبادت کے طریقے دکھا دیجئے اور ہماری توبہ قبول کیجئے۔ بے شک آپ ہی نہایت توبہ قبول کرنے والے، نہایت رحم فرمانے والے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رحمٰن کے بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ یہ دعا کرتے ہیں:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان: 74)

"اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرمائیے اور ہمیں متقی لوگوں کا امام بنائیے۔"

علامہ عبدالرحمن سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قُرَّةَ أَعْيُنٍ یعنی انہیں ایسا بنا دے کہ انہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ عباد الرحمن کی تمام صفات اور کیفیات پر نظر دوڑائیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ان کی نگاہ ہمیشہ بلند رہتی ہے انہیں اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک انہیں اپنی اولاد اللہ تعالی کی اطاعت گزاری میں نظر نہ آجائے، علم وعمل کا پیکر نہ بن جائیں۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ اہل وعیال کی بہتری کے لیے دعا بھی ہے، پھر یہ صرف اہل وعیال کے لیے دعا نہیں ہے بلکہ خود ان کی اپنی ذات کے لیے بھی دعا ہے؛ کیونکہ آخر کار اس کا فائدہ والدین کو ہی ہوگا یعنی براہ راست محنت کے بغیر پھل، اور ایسے پھل کو تحفہ کہتے ہیں اسی لیے ان عباد الرحمن نے اسے ہبہ یعنی تحفہ قرار دیا اور کہا: هَبْ لَنَا پھر اس دعا کا فائدہ یہیں تک محدود نہیں بلکہ سارے مسلم معاشرے کو ان کا فائدہ ہوتا ہے؛ کیونکہ اگر مذکورہ لوگوں کی اصلاح ہوگئی تو ان کی وجہ سے بہت سے تعلق داروں کو فائدہ ہوگا، اور لوگ ان سے مستفید ہوں گے۔"

تيسير الكريم المنان في تفسير كلام الرحمن: 587

ایک اور بہت ہی خوبصورت دعا قرآن کریم سے ملتی ہے، جو ہر والدین کو عموماً اور چالیس سال کی عمر سے زیادہ شخص کو بالخصوص کرتے رہنا چاہئے:

رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ(الاحقاف:15)

"اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں وہ نیک عمل کروں جسے تو پسند کرتا ہے اور میرے لیے میری اولاد میں اصلاح فرما دے، بے شک میں نے تیری طرف توبہ کی اور بے شک میں حکم ماننے والوں سے ہوں۔"

انتخاب: حافظ زبیر بن خالد مرجالوی
ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے

کال کے لیے:
حافظ زبیر بن خالد مرجالوی
+923086222418
+923111701903

واٹس ایپ رابطہ کے لیے:
+923111701903
+923036604440
+923086222416